DARUL IFTA

Jamia Farooqia Karachi

دارالافتاء

جامعه فاروقيه كراچی

Postal Address: Shah Faisal Colony – 4, Karachi – 75230, Pakistan Tel: +92 21 34571132 – 34573865 Website: www.farooqia.com Email: darulifta@farooqia.com

Email

تاریخ: ۲۰/۳/۱۴۳۹	فتویٰ نمبر: ۲۱۲-۲۰۸/۱۷۰	مجیب:
سائل:	سائل کا ای میل ایڈریس:	
عنوان: قریہ کبیرہ کے اطراف میں واقع آبادیوں میں قیامِ جمعہ کا حکم، جمعہ جائز نہ ہونے کے باوجود جمعہ پڑھنے کی صورت میں نمازِ ظہر کا حکم، فتنہ وفساد کے خوف سے قیامِ جمعہ میں کسی دوسرے امام کے قول پر عمل کرنے کا حکم۔		

باسمہ تعالیٰ

حضرات مفتیان کرام کی خدمتِ اقدس میں چند سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

(1): ایک بڑا گاؤں ہے جس کی آبادی تقریباً ڈھائی، تین ہزار افراد پر مشتمل ہے، اس میں اشیاء خورد ونوش کی پندرہ، اٹھارہ دکانیں، دو کلینک اور ساتھ گاؤں کے ایک طرف متصل پرائمری سکول جبکہ مڈل اور ہائی سکول گاؤں سے باہر ہیں۔ ایک عرصے سے اس میں جمعہ وعیدین پڑھی جارہی ہیں، لیکن اس گاؤں کے مضافات (بادیہ یعنی باڈے) میں چاروں اطراف تقریباً میل دو میل کے فاصلہ پر بھی کچھ لوگ رہائش پذیر ہیں، ان میں سے دو بادیوں (باڈوں) میں نماز جمعہ ابھی ابھی شروع ہوا ہے اور باقی اطراف والے لوگ بھی جمعہ شروع کرنے کے خواہشمند ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ مذکورہ گاؤں کے اطراف واکناف یعنی بادیہ میں رہنے والے لوگوں پر نماز جمعہ فرض ہے یا نہیں؟

(2): اگر یہی لوگ وہاں بادیہ میں نماز جمعہ شروع کریں تو جائز ہوگا یا نہیں؟ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ جس طرح شہر کے ہر محلے کی مسجد میں نماز جمعہ جائز ہوتا ہے اسی طرح قریہ کبیرہ کے تمام اطراف والی مساجد میں جمعہ جائز ہوتا ہے، اگرچہ وہ مضافات قریہ کبیرہ کے ساتھ متصل نہ ہوں بلکہ دونوں کی بیچ میں کافی حد تک زرعی زمین (کھیت) واقع ہو تب بھی نماز جمعہ وہاں پر صحیح ہو جاتی ہے، تو کیا درمیان میں کھیتوں اور خالی زمین کا واقع ہونا مضافات (اطراف) میں صحت جمعہ کیلئے مانع ہے یا نہیں؟

اب زمانہ قریب میں ہمارے ہاں جگہ بہ جگہ نماز جمعہ شروع ہو رہی ہے، جس سے کافی تشویش اور خلجان پیدا ہوئی ہے، براہ کرم تفصیلی جواب تحریر فرما کر اجر دارین حاصل کریں۔

(3): جہاں نمازِ جمعہ درست نہیں اگر وہاں پر کوئی پڑھ لے تو اس پر شرعاً ظہر کی نماز باقی اور لازم ہے کہ نہیں؟

(4): نیز یہ بھی پوچھنا ہے کہ جن علاقوں میں بھی زمن قریب یا کچھ عرصہ پہلے سے جمعہ کی نمازیں شروع ہو چکی ہیں، جب ان کے بابت پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ اب منع کرنے میں فتنہ وفساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، جبکہ بندہ کی غالب گمان یہی ہے کہ ابھی تک کسی امام یا عالم دین نے اپنی قوم کو یہ مسئلہ

سمجھایا نہیں، قوی امید ہے کہ اگر ائمہ حضرات اپنی قوم کو یہ مسئلہ سمجھائے کہ ہمارے علاقے میں شرائط جمعہ مفقود ہیں یہاں جمعہ پڑھنا جائز نہیں، بلکہ ازروئے شرع یہاں پر ظہر کی نماز ہی پڑھنی ہوگی تو ممکن ہے کہ قوم مان لے۔ یا کم از کم آئندہ جمعہ کے انعقاد میں لوگ محتاط ہونگے ورنہ بصورت دیگر اگر اس مسئلہ میں سستی اختیار کی گئی جس طرح ہو رہا ہے، تو ممکن ہے کہ اس میں حنفی مسلک پر عمل کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

براہ کرم اس مسئلے پر بغور وخوض نظر فرما کر اس کے تمام زاویوں پر روشنی ڈالیں، یہاں تک کہ اس مسئلے کا کوئی ایک پہلو بھی بغیر تفصیلی جواب کے نہ رہ جائے، اور ساتھ اگر یہ وضاحت بھی ہوئی کہ جہاں جہاں شرائط کے مفقود ہونے کے باوجود نماز جمعہ شروع ہو چکا ہے اس کے ختم کرنے یا باقی رکھنے کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟ تو بڑی مہربانی ہوگی۔ وفقکم اللہ تعالی ولکم منی جزیل الشکر۔

(5): وایضا بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس مسئلے میں امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک پر عمل کرتے ہیں، تو کیا ایسے مسائل میں خروج عن المذہب الحنفیۃ جائز ہے؟ بینوا توجروا!

جواب منسلکہ ورق نمبر ۱۱ ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداو مصلیا

2،1۔۔۔سوال میں ذکر کردہ گاؤں کے اطراف میں واقع آبادیوں میں جمعہ کے جواز وعدم جواز کا حکم لگانے سے پہلے خود اس گاؤں میں غور کرنا ہوگا کہ اس گاؤں میں جمعہ کی شرائط پائی جاتی ہیں یا نہیں، اس لئے کہ اگر جمعہ کی شرائط نہ پائی جانے کی وجہ سے اس گاؤں میں نماز جمعہ جائز نہیں، تو اس کے مضافات میں واقع آبادیوں میں تو بدرجہ اولیٰ جائز نہ ہوگی۔

چنانچہ کسی قریہ میں نماز جمعہ کے جواز اور صحت کے لئے احناف فقہاء کرام نے کچھ علامات اور شرائط ذکر کی ہیں، کہ اس قریہ کی آبادی چار ہزار یا اس سے زیادہ ہو، مختلف محلے ہوں، گلی کوچے ہوں، پختہ مکانات کافی تعداد میں بنائے گئے ہوں، پچاس تک کی دکانیں ایک ساتھ متصل جو بازار کی شکل میں ہوں، اسی طرح زندگی سے متعلق روزمرہ کی سہولیات مثلاً: گندم، کپڑا، برتنوں کی دکانیں، جوتے کی دکانیں موجود ہوں، طبیب حاذق، حکیم اور بیماروں کی دیکھ بال کے لئے ہسپتال یا ڈسپنسری ہوں، ڈاک خانہ، کچہری یا تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لئے پولیس کا تھانہ، چوکی ہو، یا پنچایتی نظام ہو، علاوہ ازیں ضروریات یومیہ کے لئے گاؤں کے رہائش پذیر لوگوں کے علاوہ قرب وجوار کے لوگ اسی کی طرف رجوع کرتے ہوں، نیز عرفاً لوگ اس گاؤں کو شہر، قصبہ یا بڑے گاؤں سے تعبیر کرتے ہوں۔

لہذا سوال میں ذکر کردہ گاؤں میں اگر مندرجہ بالا علامات اور شرائط پائی جاتی ہیں، تب تو بوجہ قریہ کبیرہ ہونے کے وہاں نماز جمعہ قائم کرنا جائز ہے، ورنہ نہیں۔

رہی بات شہر یا قریہ کبیرہ کے اطراف میں واقع آبادیوں میں نماز جمعہ قائم کرنے کے جواز وعدم جواز کے بارے میں، تو اس کا دارومدار ان آبادیوں کا اس شہر یا قریہ کبیرہ کے فنا اور مضافات میں داخل ہونے پر ہے اور اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ شہر یا قریہ کبیرہ کے مضافات کے لئے نہ تو اس کا شہر یا قریہ کبیرہ کے ساتھ متصل ہونا ضروری ہے، اور نہ اس کی مسافت اور وسعت کی کوئی تحدید ہے، بلکہ قریہ کبیرہ کے اطراف میں واقع آبادیاں اگر مستقل آبادیاں شمار کی جاتی ہیں، یعنی وہ الگ ناموں سے مشہور ہیں اور قریہ کبیرہ کے مصالح اور ضروریات ان سے وابستہ نہیں، تو وہ اس قریہ کبیرہ کے مضافات میں داخل نہیں، بلکہ وہ مستقل الگ آبادیاں سمجھی جائیں گی، اور وہاں جمعہ کی مذکورہ بالا شرائط پائے جانے کی صورت میں نماز جمعہ قائم کرنا درست ہوگا، ورنہ نہیں، اور اگر وہ آبادیاں الگ ناموں سے مشہور نہیں اور نہ وہ مستقل آبادیاں سمجھی جاتی ہیں، بلکہ قریہ کبیرہ کے متعلق اور تابع قرار دی جاتی ہیں اور قریہ کبیرہ کے مصالح اور ضروریات ان سے وابستہ ہیں، تو اس صورت میں وہ آبادیاں قریہ کبیرہ کے مضافات میں شمار ہوں گی، لہذا جس طرح قریہ کبیرہ میں نماز

جمعہ قائم کرنا درست ہے، اسی طرح ان آبادیوں میں بھی نماز جمعہ قائم کرنا شرعاً درست ہوگا، چونکہ مسئلہ کا تعلق مشاہدہ سے ہے، اس لئے فقہ اور فتوی میں مہارت رکھنے والے علماء کرام کو مذکورہ جگہ میں بلوا کر معائنہ کروایا جائے، اور ان کی رائے پر عمل کیا جائے۔

3۔۔۔جہاں جمعہ شرعاً درست نہیں وہاں ظہر کی نماز باجماعت پڑھنا ضروری ہے، جمعہ پڑھنے سے ظہر کی نماز ذمہ سے ساقط نہ ہوگی۔

4، 5۔۔۔سوال میں ذکر کردہ عذر کوئی ایسا عذر نہیں جس کی وجہ سے اپنے مذہب کو چھوڑ کر امام شافعی رحمہ اللہ کے قول پر عمل کر کے نماز جمعہ قائم کرنے کی اجازت دی جائے، مزید یہ کہ جہاں جمعہ جائز نہ ہو، وہاں جمعہ پڑھنے سے اپنے مذہب کے چند مکروہات کا ارتکاب بھی لازم آتا ہے، اول: نفل کی جماعت، دوم: دن کے نوافل میں جہر، سوم: غیر لازم کا التزام، چہارم: ترک جماعت ظہر، پنجم: اگر کوئی نماز ظہر نہ پڑھے، تو ترک فریضہ جو کہ حرام اور فسق ہے، لہذا علاقہ کے علماء کرام کو چاہیے کہ وہ اپنی قوم کو نہایت شفقت ہمدردی سے اور حسن تدبیر سے یہ مسئلہ سمجھادیں، کہ ہمارے علاقہ میں شرائط جمعہ نہ پائے جانے کی وجہ سے جمعہ جائز نہیں ہے۔

لما في إعلاء السنن:

"عن علي"رضي الله عنه"قال:(لاجمعة ولاتشريق وصلاة فطرولاأضحى إلافي مصر جامع،أومدينة عظيمة)."

(أبواب الجمعة،باب عدم جواز الجمعة في القرى:8/ 3،ط:إدارة القران)

وفي البدائع:

"وأما الشرائط التي ترجع إلى غير المصلي فخمسة في ظاهر الروايات المصر الجامع والسلطان والخطبةوالجماعةوالوقت،أما المصر الجامع فشرط وجوب الجمعة وشرط صحة أدائها عند أصحابنا حتى لا تجب الجمعة إلا على أهل المصر ومن كان ساكنا في توابعه،وكذا لا يصح أداء الجمعة إلا في المصر وتوابعه فلا تجب على أهل القرى التي ليست من توابع المصر ولا يصح أداء الجمعة فيها... وكذا النبي كان يقيم الجمعة بالمدينة وما روى الإقامة حولها وكذا الصحابة رضي الله عنهم فتحوا البلاد وما نصبوا المنابر إلا في الأمصار

فكان ذلك إجماعا منهم على أن المصر شرط ولأن الظهر فريضة فلا يترك إلا بنص قاطع والنص ورد بتركها إلى الجمعة في الأمصار ولهذا لا تؤدى الجمعة في البراري ولأن الجمعة من أعظم الشعائر فتختص بمكان إظهار الشعائر وهو المصر ... أما المصر الجامع فقد اختلفت الأقاويل في تحديده... وعن أبي عبد الله البلخي أنه قال أحسن ما قيل فيه" إذا كانوا بحال لو اجتمعوا في أكبر مساجدهم لم يسعهم ذلك حتى احتاجوا إلى بناء مسجد الجمعة فهذا مصر تقام فيه الجمعة"،.... وروي عن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على إنصاف المظلوم من الظالم بحكمه (بحشمه)وعلمه أوعلم غيره والناس يرجعون إليه في الحوادث وهو الأصح.

(كتاب الصلاة،فصل في بيان شرائط الجمعة:2/ 188،189،190، ط:رشيدية)

وفي البحر:

"وأما شرائطها فنوعان شرائط صحة وشرائط وجوب فالأول ستة كما ذكره المصنف المصر والسلطان والوقت والخطبة والجماعة والأذان العام... قوله:(شرط أدائها المصر) أي شرط صحتها أن تؤدى في مصر حتى لا تصح في قرية ولا مفازة لقول علي رضي الله عنه لا جمعة ولا تشريق ولا صلاة فطر ولا أضحى إلا في مصر جامع أو في مدينة عظيمة... وإذا لم تصح في غير المصر فلا تجب على غير أهله.... وفي حد المصر أقوال كثيرة اختاروا منها قولين أحدهما ما في المختصرثانيهما ما عزوه لأبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على إنصاف المظلوم من الظالم بحشمة وعلمه أو علم غيره والناس يرجعون إليه في الحوادث.... وفي التجنيس ولا تجب الجمعة على أهل القرى وإن كانوا قريبا من المصر لأن الجمعة إنما تجب على أهل الأمصار." (كتاب الصلاة،باب صلاة الجمعة:2/ 235-237،ط:رشيدية)

وفي الدرمع الرد:

"(ويشترط لصحتها) سبعة أشياء:الأول: (المصر وهو ما لا يسع أكبر مساجده أهله المكلفين بها) وعليه فتوى أكثر الفقهاء مجتبى لظهور التواني في الأحكام وظاهر المذهب أنه كل موضع له أمير وقاض يقدر على إقامة الحدود.

وفي الرد تحته:

قوله:(وعليه فتوى أكثر الفقهاء إلخ) وقال أبو شجاع: هذا أحسن ما قيل فيه. وفي الولوالجية وهو صحيح بحر، وعليه مشى في الوقاية ومتن المختار وشرحه وقدمه في متن الدرر على القول الآخر وظاهره ترجيحه وأيده صدر الشريعة بقوله لظهور التواني في أحكام الشرع سيما في إقامة الحدود في الأمصار......... وتزييف صدر الشريعة له عند اعتذاره عن صاحب الوقاية حيث اختار الحد المتقدم بظهور التواني في الأحكام مزيف بأن المراد القدرة على إقامتها على ما صرح به في التحفة عن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على إنصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه أو علم غيره يرجع الناس إليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الأصح."

(كتاب الصلاة،باب صلاة الجمعة:3/ 6-8،ط:رشيدية)

لما في حاشية الطحطاوي:

"والجمعة فرض آكد من الظهر (على) كل (من اجتمع فيه سبعة شرائط) وهي-1 -(الذكورة)خرج به النساء ...(والإقامة) خرج به المسافر وأن تكون الإقامة (بمصر) خرج به المقيم بقرية..... (أو) الإقامة (فيها) أي في محل (هو داخل في حد الإقامة بها) أي بالنص وهو المكان الذي من فارقه بنية السفر يصير مسافرا ومن وصل إليه يصير مقيما (في الأصح) كربض المصر وفنائه

الذي لم ينفصل عنه بغلوة كما تقدم ولا يجب على من كان خارجه ولو سمع النداء من المصر سواء كان سواده قريبا من المصر أو بعيدا على الأصح فلا يعمل بما قيل بخلافه وإن صح... قوله (فلا يعمل بما قيل الخ ..... لأن من جاوز هذا الحد بنية السفر كان مسافرا فلو وجبت ثمة لوجبت على المسافر وهو خلاف النص.(كتاب الصلاة ،باب الجمعة:3/ 504،505،ط: قديمي)

وفي الرد:

لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر.

(كتاب الصلاة ،باب الجمعة:3/ 504،ط: قديمي)

وفي الدر:

لكن يندب للخروج من الخلاف لا سيما للإمام لكن بشرط عدم لزوم ارتكاب مكروه مذهبه.

(كتاب الطهارة ،نواقض الوضوء:1/ 304 ،ط: رشيدية)فقط

والله تعالى اعلـــــــم بالصواب

كتبـــــــــــــه:شمس الله غفرله

المتخصـــص فى الفقه الاســــلامى

بالجـــــامعة الفـــاروقية بكراتشى

1443/03/24هـ 2021/10/31م

الجواب صحيح

٢٨/ ٣/ ١٤٤٣هـ

الجواب صحيح

٢٨/ ٣/ ١٤٤٣هـ

جامعة فاروقية

دار الافتاء